107124 ـ صرف جمعہ كا روزہ ركھنے كى ممانعت ميں حكمت

سوال

كيا اسلام ميں اكيلا صرف ايك دن كا روزہ ركھنا جائز نہيں، اور يہ ضرورى ہے كہ يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے كم از كم دو دن كا روزہ ركھا جائے، كيونكہ يہودى ايك دن كا روزہ ركھتے ہيں، ميرے رائے كے مطابق يہ علت صحيح نہيں آپ اس سلسلہ ميں كيا كہتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

صرف ايك دن كا روزہ ركھنا جائز ہے، ليكن اگر يہ صرف جمعہ يا صرف ہفتہ يا پھر دس محرم كا ہو تو پھر مستحب يہ ہے كہ اس كے ايك دن قبل يا ايك دن بعد روزہ ركھا جائے.

ليكن اتوار يا سوموار يا منگل يا بدھ يا جمعرات كا اكيلا روزہ ركھنے ميں كوئى حرج نہيں، بلكہ سوموار اور جمعرات كا روزہ ركھنا تو سنت ہے.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو يہ فرماتے ہوئے سنا:

" تم ميں سے كوئى بھى جمعہ كا روزہ مت ركھے، الا يہ كہ اس سے پہلے دن يا بعد والے دن بھى روزہ ركھے، يا پھر وہ اس دن كے اس كى روزہ ركھنے كى عادت كے موافق آ جائے "

صحيح بخارى حديث نمبر (1985) صحيح مسلم حديث نمبر (1144).

مسلم شريف كى روايت ميں ہے:

" ايام ميں جمعہ كے دن روزہ ركھنے كو خاص مت كرو "

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ان احاديث ميں جمہور اصحاب شافعى اور ان كے موافقين كے قول كى ظاہر دلالت پائى جاتى ہے كہ: صرف جمعہ كے دن كا روزہ ركھن مكروہ ہے، ليكن اگر كسى كى عادت كے موافق آ جائے تو وہ ركھ لے، اور اگر وہ جمعہ سے

پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لے تو صحیح ہے، یا پھر اس کی عادت کے موافق ہو جائے، کہ اس نے نذر مانی کہ جس دن اسے شفایابی حاصل ہوگی وہ اس دن کا مستقل طور پر روزہ رکھےگا، تو اسے جمعہ کے دن شفایابی حاصل ہوئی تو ان احادیث کی بنا پر مکروہ نہیں ہوگا.

علماء کرام کا کہنا ہے کہ:

اس سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: جمعہ کا دن ذکر اور دعا اور عبادت کا دن ہے، کہ اس دن غسل کرنا اور نماز جمعہ کے لیے جلد جانا اور نماز جمعہ کا انتظار کرنا اور خطبہ جمع سننا اور جمعہ کے بعد کثرت سے ذکر کرنا، اس کے علاوہ دوسری عبادات کی بنا پر جو اس دن سرانجام دی جاتی ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کی یاد کرو .

اس لیے اس دن روزہ نہ رکھنا مستحب قرار دیا گیا ہے تا کہ عبادت میں ممد و معاون ثابت ہو سکے، اور آدمی نشیط ہو کر یہ عبادات سرانجام دے، اور بغیر کسی تنگی و ملل کے عبادت کا سرور و لذت حاصل کر سکے.

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے یوم عرفہ میں حاجی حضرات کو روزہ رکھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس کے حق میں سنت یہی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے جیسا کہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے بیان ہو چکا ہے.

اور اگر یہ کہا جائے کہ: اگر واقعی ایسا ہوتا تو جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملانے سے یہ نہی اور کراہت زائل نہ ہوتی کیونکہ یہ معنی تو باقی رہتا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لینے کی بنا پر وہ کمی دور ہو جاتی ہے جو کمی روزے کی حالت میں وضائف میں کمی رہی تھی، جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت میں جو حکمت ہے اس کے بارہ یہی معتمد ہے.

اور ایك قول یہ بھی ہے کہ: صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے اس خوف کی بنا پر منع کیا گیا ہے کہ کہیں اس کی تعظیم میں مبالغہ نہ کر لیا جائے، کہ جس طرح یہودی ہفتہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار ہو گئے اسی طرح مسلمان بھی جمعہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار نہ ہو جائیں.

لیکن یہ احتمال کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ جمعہ کی نماز وغیرہ دوسرے اعمال پائے جاتے ہیں اور اس کی تعظیم کے بارہ میں بھی روایات ہیں.

اور ايك قول يہ بھی ہے كہ: سبب يہ ہے كہ كہيں لوگ اس كے وجوب كا اعتقاد نہ ركھنے لگيں، ليكن يہ بھی كمزور ہے اس كی سوموار كے روزے سے تنقيض ہو جاتی ہے، كيونكہ سوموار كا روزہ ركھنا مندوب ہے اور اس دور كے احتمال كی طرف التفات نہيں كيا جائيگا.

اسی طرح يوم عرفہ اور يوم عاشوراء كے روزے كے ساتھ اس ليے صحيح يہی ہے جو ہم اوپر پيش كر چكے ہيں " واللہ اعلم. انتہی

رہا صرف ہفتہ كے دن كا روزہ ركھنا مكروہ ہے اس ميں حكمت يہ ہے كہ: جب انسان روزہ ركھتا ہے تو وہ كام سے كمزور ہو جاتا ہے اور كچھ كام چھوڑ ديتا ہے جو كيا كرتا تھا، تو اس طرح يہ يہوديوں كے مشابہ ہو جائيگا جو ہفتہ كے دن كے اعمال چھوڑ ديا كرتے تھے، اس كی تفصيل سوال نمبر (106500) كے جواب ميں گزر چكی ہے اس كا مطالعہ كريں.

اور رہا عاشوراء كے بارہ ميں تو صحيح مسلم ميں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روايت ہے كہ:

" جب رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے عاشوراء كا روزہ ركھا اور اپنے صحابہ كرام كو اس دن كا روزہ ركھنے كا حكم ديا تو صحابہ نے عرض كيا:

اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ عليہ وسلم: اس دن كی تو يہودی اور عيسائی تعظيم كرتے ہيں، تو رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" آئندہ برس ہم ان شاء اللہ نو تاريخ كا روزہ ركھيں گے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1134).

ايك روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

" اگر ميں آئندہ برس زندہ رہا تو ميں نو تاريخ كا روزہ ركھوں گا "

امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بعض علماء كرام كا كہنا ہے كہ: دس محرم كے ساتھ نو محرم كا روزہ ركھنے كا سبب يہ ہو سكتا ہے كہ صرف دس محرم كا روزہ ركھنے ميں يہوديوں كے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، حديث ميں بھی اسی طرح اشارہ ہے.

اور ايك قول يہ بھی ہے كہ: عاشوراء كا روزہ حاصل ہونے ميں احتياط كے ليے، ليكن پہلا قول ہی بہتر ہے, واللہ اعلم

" انتہی

آپ کے لیے واضح ہوگیا ہے کہ حکمت اور علت کی تعیین ايك ایسا امر ہے جس میں علماء اجتہاد کرتے ہیں، اور آپ نے دیکھا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی حکمت میں جو قول کہے گئے ہیں انہیں کس قدر سے غلط کہا ہے.

اس لیے مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ شرعی حکم کو تسلیم کرے اور سرخم تسلیم کر دے، چاہے اسے اس حکم کی علت و حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے.

اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کرتے ہوئے اپنے اوپر نافذ کرنا چاہیے؛ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جب اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی بھی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ واضح گمراہ ہوگیا الاحزاب (36).

اللہ سبحانہ و تعالی ہمیں اور آپ کو ایسے عمل کرنے کی توفیق دے جنہیں وہ پسند فرماتا اور جن سے راضی ہوتا ہے.

واللہ اعلم

.